OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 https://www.arjicc.com ISSN (PRINT): 2710-0227
DOI: https://doi.org/10.53575/arjicc.v2.03(21)u17.228-245

قرآن حکیم کی فصاحت وبلاغت کا علمی و تحقیقی جائزہ

Scientific and Research Review of Eloquence of Quran e Hakeem

Mufti Zaheer Abbas Zahidi Balyalvi
Research Scholar, Department of Islamic Studies, University of Karachi.
Email: zaheerabbas2017@gmail.Com

Received on: 18-10-2021 Accepted on: 19-11-2021

Abstract

The Holy Quran which was revealed in Arabic language, it's verses have been explained with help of Ahadith and Aasar as well as Quran itself. The Holy Quran's basic understanding is based on comprehension of Arabic language. The eloquence of the Holy Quran is a great miracle. Which has dazzled the people of the language and this understanding is a key to the Holy Quran that is why this title has been designed for research. The Arabs possessed a remarkable memory and were an eloquent people. Their eloquence and memory found expression in their poetry and literature. It is no small wonder that Allah choose the Arabic language for his final dispensation and preservation of his word. The Arabs were impressed by the eloquence of Holy Quran. The eloquence of the Holy Quran dazzled the Arabs poets and it's litterateur. Verse 90 of Surah An-Nahl is one of the verses therefore astonished the Arabs with its eloquence. This verse is a perfect example of eloquence. its words are short and meanings are wide. After that Walid bin Mughira was convinced and believed that thase are wat words and Usman bin Mazoon said: The eloquence of this verse gave me light of faith, verse 90 of surah an-nahl also guides us to eradicate all social evils and create an ideal society.

Keywords: Scientific, Ahadith, Holy Quran, Literature, Arabic Language, Eloquence

قرآن حکیم کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے معجزہ ہونے کی وجوہات میں سے ایک وجہ قرآن حکیم کی فصاحت وبلاغت ہے دور جاہلیت میں اہل عرب کو فصاحت وبلاغت میں جو مقام حاصل تھا وہ سابقہ امم میں سے کسی کے حصے میں بھی نہیں آیا اس لیے کہ ان کا حال یہ تھا کہ وہ فصاحت وبلاغت کے دل کش نمونے پیش کر رہے تھے اور خود کو عرب اور باقی ساری دینا کو عجمی کہہ رہے تھے جن کی فصاحت وبلاغت کا عالم یہ تھا کہ جب کسی شئ کی تعریف کرتے تو عقل حیران رہ جاتی، کبھی فصاحت وبلاغت کے دل کش نمونے پیش کر رہے ہوتے، کبھی اپنے گھوڑے کی تعریف کرتے، کبھی اونٹنی کا سراپا بیان کرتے، کبھی تیغ آبدار کا ذکر چھیڑتے، کبھی شجاعت کی تصویر پیش کرتے، کبھی صنف نازک کے حسن و جمال کی ضیا پاشی کے بیان سے آنکھوں میں چار چاند لگا دیتے،جب کبھی کسی مہ جبیں کا سراپا بیان کرتے تو سامعین کی آنکھوں میں ایک مست شباب کی تصویر بھر جاتی،ایک تقریر میں دنیا کا رخ بدل دیتے،چند اشعار میں انقلاب برپا کر دیتے،جو یکا یک جنگ کو عروج دے دیتے اور دیکھتے ہی دیکھتے پھر امن کے داعی بن جاتے وہ اپنی مجالس و محافل لاجواب قصائد و خطبات سے آراستہ کرتے،بہترین الفاظ و عبارات کا انتخاب کرتے،وہ وسیع و عریض مضمون کو ایک بند میں سمو دیتے،وہ خیالات و تصورات کو حقیقت کا جامع پہنا دیتے،وہ اداسی و محرومی میں

مسرتوں کے رنگ بکھرے دیتے، وہ مرثیہ خوانی کو اطمینان قلب وجان بنا دیتے، ان کے اشعار، خطبے اور حکیمانہ اقوال ان کے باکمال ہونے کے شہادت دیتے، ان کی نثر وشعر تاریخ کے ماتھے کا جھومر بنتے، وہ فصاحت وبلاغت کے شہنشاہ وپیشواء تھے وہ بے بہا قدرت کے مالک تھے وہ آسمان فصاحت کے چمکتے دمکتے ستارے تھے۔ ان ہی اوصاف وصفات کی وجہ سے وہ یہ بات بڑی بے جگری کے ساتھ کہا کرتے تھے کہ کوئی کلام ہمارے کلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا کوئی اس کا معارض نہیں ہو سکتا اور کوئی کلام خواہ کتنا ہی حسین ہو وہ ہمارے کلام پر حاوی نہیں ہو سکتا اور اس پر سبقت نہیں کر سکتا۔ واقعی ان کا کلام ایسا ہی تھا مگر ان کے کفر وشرک، ظلم وجبر، بد عملی وبد کرداری، شراب خوری وقمار بازی، جوئے بازی وبد کاری، بداخلاقی وبدامنی اور طرح طرح کی برائیوں نے ان کو زنگ آلود کیا ہوا تھا کہ انہیں اب ان برائیوں میں فصاحت و بلاغت کا ایک نور نظر آنے لگا تھا جس کے سامنے ہتھیار ڈال کر کھڑے ہو گے اور اس کی فصاحت وبلاغت پر ناز کرنے لگے تھے کہ اسی عالم میں یکایک فصاحت کی ایک بجلی چمکی اور بلاغت کا ایک رعد گرجا اور بیان کا ایک آفتاب طلوع ہوا یعنی قرآن مجید نازل ہوا جس کی چمک نے ان کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا جس کی لطافت قراءت نے ان کے کانوں کے اندر رس گھول دیا، جس کی فصاحت وبلاغت کے آفتاب نے ان کی فصاحت وبلاغت کے درخشاں ستاروں کی ضیاء سلب کر لی، ان کے لبوں پر ختم آخر کو نصب کر دیا اور ان کی فصاحت وبلاغت کے سامنے سد لگا دیا اور یہ ان کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ یہ فصاحت وبلاغت کسی بشر کی نہیں ہو سکتی، ان کو عاجز، بے کس وبے بس کر دیا اور ان کی فصاحت وبلاغت دم توڑ گئی اور پھر یہ پکار پکار کر کہنے لگے ماھو بقول بشر یہ تو کسی بشر کا کلام نہیں ہے۔ وہ اہل زبان وبیان تھے کیونکہ قرآن کی زبان ان کی اپنی عربی زبان تھی جس پر وہ فخر کرتے تھے اس کے حروف عربی کے حروف اور اس کی عبارت اسلوب عرب کے مطابق تھی لیکن اس کے باوجود اہل عرب کے بڑے بڑے فصحاء، بلغاء اور ادباء کو عاجز کر دیا اور قرآن حکیم کی ان ہی موجز کر دینے والی آیات میں سے ایک آیت سورۃ النحل کی ان الله يأمربالعدل والإحسان وإيتاءذي القربى وينهى عن الفحشاء والمنكروالبغي يعظكم لعلكم تذكرون"1 بھی ہے۔

علامہ قرطبیؒ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ قال عكرمة قرءاالنبیﷺعلى الوليدبن مغيرة ان الله يأمر بالعدل والإحسان وإيتاء ذي القربى،الى آخرهافقال يا ابن اخی اعد! فآعادعليه فقال والله ان له لحلاوة وان عليه لطلاوة وان اصله لمورق واعلاه لمثمروماهوبقول بشر-2

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جب یہ آیت مبارکہ ولید بن مغیرہ کو پڑھ کر سنائی تو اس نے عرض کیا اے میرے بھتیجے! ایک بار پھر پڑھو۔ تو نبی کریم ﷺ نے اسے دوبارہ پڑھا کر سنایا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! بلاشک وشبہ اس میں بڑی شیرینی وحلاوت ہے اور اس پر بڑا حسن وجمال اور رونق ہے اور بے شک اس کی اصل (جڑ) پتے لانے والی ہے اور اس کی بلندی یعنی شاخیں پھلوں سے لدی ہوئی ہیں اور یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے۔

قال عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ مااسلمت ابتداءالاحياءمن رسول اللهﷺحتی نزلت هذه الاية واناعنده ماستقرالايمان فی قلبی-3

عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ابتدا اسلام نہیں لایا مگر رسول اللہ ﷺ سے حیاء کرتے ہوئے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی اور میں آپ ﷺ کے پاس تھا تو میرے دل میں ایمان راسخ و پختہ ہو گیا۔

روی عن عثمان بن معظون رضی اللہ تعالیٰ عنه انه قال لمانزلت هذه الآية، قراءتهاعلی علی بن ابی طالب:فتعجب، فقال،یاآل غالب:اتبعوه تفلحوا فواللہ ان اللہ ارسله لیامرکم بمکارم الاخلاق-ایضا

حضرت عثمان بن معظون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں،جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس کی تلاوت حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کی گئ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے آل غالب،رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرو تم کامیاب ہو جاؤ گے اللہ کی قسم بے شک اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ تم کو مکارم اخلاق کا حکم دیں۔

ان اباطالب لماقیل له،ان ابن اخیک زعم ان اللہ انزل علیه ان اللہ يأمربالعدل والإحسان وإيتاء ذي القربیٰ الی آخرها ،قال اتبعواابن اخی، فواللہ انه لایامرالابمحاسن الاخلاق-ایضا حضرت ابوطالب سے جب یہ کہا گیا کہ آپ کے بھتیجے نے یہ گمان کیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان پر یہ آیت "ان اللہ يأمربالعدل والإحسان وإيتاء ذي القربی وینھٰی عن الفحشاء والمنکروالبغي یعظکم لعلکم تذکرون" نازل کی ہے تو انہوں نے کہا: تم میرے بھتیجے کی اطاعت و پیروی کرو اللہ کی قسم وہ صرف محاسن اخلاق ہی کو حکم دیتے ہیں۔

قال ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه هذااجمع آية فی القرآن لخیر یمتثل ولشریجتنب۔ 4

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ قرآن کریم میں یہ آیت اس خیر و بھلائی کو جس کی پیروی کی جاتی ہے اور اس شر اور برائی کو جس سے اجتناب کیا جاتا ہے زیادہ جامع ہے۔

عن الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنه انه قراءهذه الایة ان اللہ يأمربالعدل والإحسان وإيتاء ذي القربی،الی اخرها ثم قال ان اللہ عزوجل جمع لکم الخیر کله والشر کله فی اية واحد-ایضا

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس اس آیت مبارکہ کی تلاوت ہوئی تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کہ بے شک اللہ عزوجل نے تمہارے لیے تمام کے تمام خیر کو اور شر کو اس ایک آیت میں جمع کر دیا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں تین حصے ہیں پہلے حصے میں اوامر دوسرے میں نواہی اور تیسرے میں نصیحت و قبول نصیحت کا ذکر ہے۔

پہلے تین احکام جن کا تعلق اوامر سے ہے وہ یہ ہیں۔

ان اللہ يأمربالعدل والإحسان وإيتاء ذي القربی،

عدل کا معنیٰ:

علامہ اسماعیل بن حماد الشافعی لکھتے ہیں العدل کا معنی ہے خلاف الجور یعنی جو چیز ظلم اور بے انصافی کے خلاف ہو وہ عدل ہے اور العدل عین کی زیر کے ساتھ اس کا معنی ہے مثل جب تمہارے پاس ایک غلام ہو جو مخاطب کے غلام کی مثل کہا جاتا ہے۔عندی عدل غلامک اور العدل کا معنی الفدیہ بھی ہے اللہ سبحان وتعالیٰ کا ارشاد ہے و ان تعدل کل عدل لایوخذمنها(انعام 70)اور اگر وہ ہر برے کام کے بدلے میں معاوضہ دے تو اس سے وہ معاوضہ قبول نہیں کیا جائے گا۔5

علامہ بیضاوی علیہ لرحمہ لکھتے ہیں العدل کا معنی ہے بالتوسط فی الامور (6) یعنی جو کام افراط (زیادتی) اور تفریط (کمی) کے درمیان متوسط ہو، اس کو عدل کہتے ہیں اور علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ قال اداء الفرائض عدل فرائض کے ادا کرنے کو کہتے ہیں اور علامہ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: العدالة والمعادلة کے لفظ میں مساوات کے معنی پائے جاتے ہیں اور معنی اصافی کے اعتبار سے استعمال ہوتا ہے یعنی ایک دوسرے کے ہم وزن اور برابر ہونا لیکن عدل کا لفظ معنوی چیزوں کے متعلق استعمال ہوتا ہے جیسے احکام شرعیہ: چنانچہ اسی معنی میں فرمایا "اوعدل ذلک صیاما" (المائدہ،95) اور ایک معنی دو چیزوں کے برابر ہونے کے ہیں، چنانچہ اسی معنی میں مروی ہے "بالعدل قامت السمٰوت والارض "کہ عدل ہی سے زمین وآسمان قائم ہیں، یعنی اگر عناصر اربعہ جن سے کائنات نے ترکیب پائی ہے ان میں سے ایک عنصر میں بھی اس کی معینہ مقدار میں کمی یا پیشی ہو جائے تو نظام کائنات قائم نہیں رہ سکتا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ عدل کی دو قسمیں ہیں، عدل عقلی اور عدل شرعی،

عدل عقلی:

عدل عقلی کو عدل مطلق بھی کہتے ہیں جس کام کے حسن کا عقل تقاضا کرتی ہو اور وہ کام کسی زمانہ میں منسوخ نہ ہو اور اس کی کسی اعتبار سے بھی حد سے تجاوز نہ کہا جا سکتا ہو جو شخص تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے تم بھی اس سے اچھا سلوک کرو اور جو شخص تم سے ایذاء روک لے تم بھی اس سے ایذاء روک لو۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اس شخص کے ساتھ نیکی کی جائے جس نے تمہارے ساتھ نیکی کی ہو اور اس شخص سے اذیت اور تکلیف دور کی جائے جس نے تم سے اذیت اور تکلیف کو دور کیا ہو۔

عدل شرعی:

عدل شرعی وہ ہے جس کا سمجھنا شریعت پر موقوف ہو جیسے قصاص اور دیت کے احکام، یا قتل خطا میں کفارہ اسی طرح مرد کی مکمل دیت (سو اونٹ) اور عورت کی نصف دیت یعنی پچاس اونٹ اسی طرح باقی اعضاء کی دیت کی مقداروں کا جاننا شرع پر موقوف ہے اس کو عقل سے نہیں جانا جا سکتا، عدل اور احسان میں یہ فرق ہے کی برائی کا بدلہ برائی سے دینا عدل ہے اور برائی کے بدلے میں نیکی کرنا یہ احسان ہے اور کسی کی نیکی کے بدلے میں نیکی کرنا عدل ہے اور اس سے زائد نیکی کرنا احسان ہے اور کسی کے شر کے مقابلے میں اتنا ہی شر کرنا یہ عدل ہے اور اس سے کم شر کرنا یہ احسان ہے۔ 7

اسلامی معاشرے میں عدل کی اہمیت:

انسانی زندگی کا ایک اہم شعبہ نظام عدل وانصاف ہے کسی بھی معاشرے کی بقا اس معاشرے کے نظام عدل پر ہوتی ہے کیونکہ کوئی بھی معاشرہ عدل کے بغیر صحت مند انداز میں فروغ نہیں پا سکتا ہے اور نہ ہی اس معاشرے میں حقوق کی ادائیگی ممکن رہتی ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے عدل کا کثرت سے ذکر فرمایا ہے اور قرآن حکیم نے کئی مقامات پر عدل کے قیام پر زور دیا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔قل أمر ربي بالقسط8

فرما دیجئے کہ میرے رب نے عدل کا حکم دیا ہے۔

وأوفوا الكيل والميزان بالقسط9

اور ناپ تول کو انصاف سے پورا کرو۔

لقد أرسلنا رسلنا بالبينات وأنزلنا معهم الكتاب والميزان ليقوم الناس بالقسط10

بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو نشانیوں کے ساتھ بھیجا اوران کے ساتھ کتاب اور میزان کو نازل کیا تاکہ لوگ عدل کریں۔آپ نبی رحمت ﷺ کے عطا کردہ اصولوں سے عدل کی روایات پروان چڑھیں پھر ان اصول کے نفاذ اور حقوق کی ادائیگی میں کوئی تمیز اور فرق روا نہیں رکھا۔اس کی مثال یہ حدیث پاک ہے۔ایک موقع پر جب نبی ﷺ نے ایک معزز خاندان کی عورت کو چوری پر سزا دی تو اس کی سفارش کی گئی جسے آپ ﷺ نے یہ فرماتے ہوئے مسترد کر دیا۔

عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنھاان قریشااھمھم شان المرآۃ المخزومیة التی سرقت فقالوامن یکلم فیھارسول اللہﷺ فقالواومن یجترئ علیه الااسامة حب رسول اللہ ﷺفکلمه اسامة رضی اللہ تعالیٰ عنه فقال رسول اللہ ﷺاتشفع فی حدوداللہ ثم قام فاختطب فقال ایھا الناس انمااھلک الذین قبلکم انھم کانوا اذاسرق فیھم الشریف ترکوه واذاسرق الضعیف اقاموا علیه الحدوایم اللہ لوان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت یدھا،11

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ قریش اس بات سے پریشان تھے کہ ایک مخزومی عورت نے چوری کی تھی،انہوں نے کہا اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کون سفارش کرے گا؟لوگوں نے کہا اس کی جرت سوائے اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کون کر سکتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں توحضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی سفارش کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود میں سفارش کرتے ہو؟پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہوگئے کہ جب ان میں سے کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا اور جب ان میں سے کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو وہ اس پر حد قائم کرتے اور خدا کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرے گی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا،

اسی طرح انصار کے ایک قبیلہ بنی ظفر کے ایک شخص طعمہ بن ابیرق نے اپنے پڑوسی قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زرہ چرا کر ایک یہودی کے ہاں رکھ دی۔وہ اس زرہ کو آٹے کی بوری میں رکھ کر لے گیا تھا بوری میں کوئی سوراخ تھا جس سے آٹا نکل کر گرتا رہا،کھوج لگانے سے اس کے نشانات ایک یہودی کے گھر تک پہنچ گئے یہودی نے بتایا کہ یہ آٹے کی بوری طعمہ نے میرے پاس امانت رکھی ہے۔اب قبیلہ بنی ظفر کے لوگوں نے چاہا کہ کسی طرح یہودی کو مجرم قرار دیا جائے اور ہمارا آدمی بچ جائے تاکہ رسوائی نہ ہو اس موقع پر النساء کی یہ آیت نازل ہوئی۔

إنا أنزلنا إليك الكتاب بالحق لتحكم بين الناس بما أراك الله ولا تكن للخائنين خصيمًا (105)

بلا شبہ ہم نے آپ کی طرف حق پر مبنی کتاب نازل فرمائی تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس چیز کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھلائی ہے اور آپ خیانت کرنے والوں کی خیانت میں بحث و نزاع نہ کریں جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تو ابن ابیرق

جو چور تھا لکہ کی طرف بھاگ گیا وہ سلافہ بنت سعد بن شہید کے پاس ٹھہرا۔اس پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلافہ کے بارے میں ایک بیت کہا جس میں وہ اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔12

وقد انزلته بنت سعدفاصحبت

ينازعهاجلد آستهاوتنازعه

ظننتم بان يخفى الذى قد صنعتم

وفينانبى عنده الوحى واضعه،13

سعد کی بیٹی نے اس کو اپنے گھر میں ٹھہرایا اور اس کی مہمان نوازی کی۔اور پھر وہ شخص سعد کی بیٹی کی سرین کے چڑے کے بارے میں جھگڑنے لگا اور وہ اس سے جھگڑنے لگی۔تم نے یہ خیال کیا ہے کہ وہ بات پوشیدہ رہے گی جو تم نے کی ہے جب کہ ہمارے اندر ایسے نبی ہیں کہ جن پر اللہ نے وحی نازل کی ہے۔جب سلافہ کو حضرت حسان کے یہ شعر پہنچے تو اس نے ابن ابیرق کو کہا: تو نے مجھے حسان کے شعر دیے ہیں اس نے اس کا سامان گھر سے باہر پھینک دیا پھر وہ خیبر کی طرف بھاگ گیا اور مرتد ہو گیا اور اسی حال پر مرا۔14

اس سے یہ بھی معلوم ہو کہ اگر کوئی فریق مقدمہ عدالت میں اپنا مؤقف ٹھیک طور پر بیان کرنے پر قادر نہیں ہے تو اسلام نے اسے اپنا وکیل اور ایسا نمائندہ مقرر کرنے کی اجازت دی ہے جو اس کی صحیح ترجمانی کر سکے بشرط کہ اس وکیل کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ ہر حق بات کو قبول کرئے خواہ وہ اس کے مؤکل کے موافق یا مخالف ہو۔اور اس سے یہ بھی معلوم ہو کہ اسلام نے توکیل بالخصوصیت کو ناجائز قرار دیا ہے یہ فقہ اسلامی کی ایک اصطلاح ہے، جس کے معنی ہیں، کہ کسی کو اس غرض سے اپنا وکیل بنانا کہ فریق مخالف کا دعویٰ یا موقف حق بھی ہو تو یہ ہر صورت میں اسے رد کرے یعنی جس میں وکیل کو یہ ذمہ داری تفویض کی ہو کہ وہ ہر حق بات کو رد کر دے جس کی زد اس کے مؤکل پر پڑتی ہو۔اسی بابت نبی رحمت ﷺ سے روایت کیا گیا ہے۔ عن سلمة رضى الله تعالىٰ عنها قالت قال رسول الله ﷺانكم تحتصمون الى ولعل بعضكم ان يكون الحن بحجتة من بعض فاقضىٰ له علىٰ نحو مماسمع منه فمن قطعت له من حق اخيه شيئافلاياخذه فانمااقطع له به قطعة من النار15

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی ہے فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم لوگ میرے پاس مقدمات لے کر آتے ہو اور ہو سکتا ہے کہ تم میں سے ایک شخص اپنے مؤقف کو دوسرے کی بہ نسبت زیادہ مؤثر دلائل کے ساتھ بیان کر دے اور ان دلائل کو سن کر (بالفرض) میں اس کے حق میں فیصلہ دے بھی دوں (لیکن حقیقت حال اس کے برعکس ہو) تو جس شخص کو میں اس کے بھائی کا حق دے دوں وہ اس کو نہ لے کیونکہ (اس صورت میں) میں اسے آگ کا ایک ٹکڑا دے رہا ہوں امام بخاری نے اس حدیث کو کتاب المظالم والغضب کے باب اثم من خاصم فی باطل وھو یعلمہ ہیں فلیاخذھااولیترکھاکے اضافی کلمات کے ساتھ ذکر کیا: خواہ وہ اس کو لے لے یا چھوڑ دے۔اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی فریق مقدمہ کی چرب زبانی، زور بیان اور دلائل و شواہد کے جا و بے جا استعمال اور اس کے فریق کے مخالف کی سادگی یا مؤثر بیان کی وجہ سے اس کے حق میں فیصلہ ہو بھی جائے لیکن وہ جانتا ہے کہ دیانتا اور عند اللہ وہ اس چیز کا حق دار نہیں ہے جو عدالتی فیصلے کے نتیجہ میں اسے مل رہا ہے اور عدالت اور قانوں اس کی پشت پر ہے لیکن حق اس کے ساتھ نہیں ہے تو اسے

رضاکارانہ طور پر خوف خدا سے اس منفعت سے دست بردار ہو جانا چاہیے ورنہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ آگ کا ٹکڑا لے رہا ہے۔ یعنی روز قیامت اسے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

احسان کا معنی:

اور علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں الاحسان مصدر ہے احسن یحسن احسانا سے ماخوذ ہے۔

علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی لکھتے ہیں لفظ احسان کا مادہ حسن ہے کہ ہر وہ چیز جو خوبصورت اور مرغوب ہو اس کو حسن کہتے ہیں۔

وذالک ثلاثة اضرب،مستحسن من جهة العقل،ومستحسن من جهة الهوى،و مستحسن من جهة الحسن16

اس کی تین قسمیں ہیں۔

1) جو عقل کے اعتبار سے مستحسن ہو جیسے علمی نکات۔

2) جو نفسانی خواہش کے اعتبار سے مستحسن ہو جیسے خوبصورت عورت۔

3) جو حواس کے اعتبار سے مستحسن ہو جیسے خوبصورت مناظر، خوش ذائقہ اور دل آویز خوشبوئیں۔

ہر وہ نعمت جس کا اثر انسان اپنے نفس، بدن اور احوال میں محسوس کرتا ہے الحسنہ ہے اور اس کی ضد السیئہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فإذا جاءتهم الحسنة قالوا لنا هذه وإن تصبهم سيئة يطيروا بموسى ومن معه 17

اور اگر ان کو کوئی خوشحالی پہنچے تو کہتے ہیں کہ یہ ہماری وجہ سے ہے اور اگر ان کو کوئی برائی یا بدحالی پہنچے تو اس کو موسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب کی نحوست قرار دیتے ہیں۔

حسن کو اطلاق عام لوگوں کے نزدیک ان چیزوں پر ہوتا ہے جن کا ادراک آنکھوں سے ہوتا ہے اور قرآن حکیم میں حسن کا اطلاق اکثر ان چیزوں پر ہوتا ہے جن کا ادراک بصیرت سے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

الذين يستمعون القول فيتبعون أحسنه أولئك الذين هداهم الله وأولئك هم أولوالألباب 18

جو لوگ غور سے اللہ کا کلام سنتے ہیں پھر اس پر عمدہ طریقے سے عمل کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے۔

یعنی وہ اس طریقے سے اس حکم پر عمل کرتے ہیں کہ اس میں گناہ کا شائبہ بھی نہیں ہوتا اور وہ لایعنی باتوں کو ترک کر دیتے ہیں حدیث پاک میں آتا ہے۔عن على بن حسين رضى الله تعالىٰ عنه قال رسول الله ﷺان من حسن الاسلام المرءترکه مالایعنیه،

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اسلام کا حسن یہ ہے کہ لایعنی باتوں کو ترک کر دو۔ یعنی بے مقصد باتوں کو ترک کرنا اسلام کا حسن ہے۔

عن ایوب عن ابن سرین رضى الله تعالىٰ عنه قال سمعت شریحا،یقول لرجل:یاعبدالله:دع ماىریبک الىٰ ما لایریبک فوالله لاتجدفقد شئ ترکته لله -19

حضرت ابن سرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک آدمی سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ عبداللہ جس چیز میں شک ہو اس کو ترک کر دو اور جس میں شک نہ ہو اس کو اختیار کر لو اللہ کی قسم! تم وہ نہیں

کھوگے جو تم نے اللہ کے لیے چھوڑ دیا۔

عن ابی الحوراء اسعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قلت للحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماحفظت من رسول للہ ﷺقال حفظت من رسول للہ ﷺدع مایریبک الی مالایریبک فان الصدق طمانینة وان الکذب ریبة-20

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث مبارکہ یاد رکھی ہے کہ جس چیز میں شک ہو اس کو ترک کرکے اس چیز کو اختیار کرلو جس میں شک نہ ہو بے شک صدق میں طمانیت ہے اور کذب میں شک ہے۔

علامہ اصفہانی لکھتے ہیں کہ اسی لفظ حسن سے احسان ماخوذ ہے (باب افعال) یہ لغوی اعتبار سے الاساءۃ کی ضد ہے کہتے ہیں کہ احسان کا اطلاق دو معنوں پر کیا جاتا ہے کسی شخص پر انعام کرنا، کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص پر انعام کیا یعنی کسی کو کوئی نعمت ملی ہو جیسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے۔

هل جزاء الإحسان إلا الإحسان21

نعمت دینے کا بدلہ نعمت دینے کے سوا اور کیا ہے۔

اور احسان کا دوسرا معنی نیک کام کرنا ہے جیسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے۔

إن أحسنتم أحسنتم لأنفسكم22

اگر تم نے کوئی نیک کام کیا ہے تو اپنے فایدہ کے لیے نیک کام کیا ہے۔

احسان کے ایک معنی ہیں حسین صورت و سیرت میں تخلیق کرنا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وصورکم فأحسن صورکم*23 "اس نے تمہاری صورت بنائی اور بہت حسین صورت بنائی اور فرماتا ہے۔الذي أحسن كل شيءٍ خلقه24 "اللہ ہی ہے جس نے ہر چیز کو حسین بنایا، اور فرماتا ہے، لقد خلقنا الإنسان في أحسن تقويم 25"بے شک ہم نے انسان کو حسین صورت پر پیدا کیا ہے، اور اردو میں لفظ احسان جن معانی میں آتا ہے ان معنوں میں عربی میں لفظ "من اور امتنان" آتا ہے ان کے معنی بھلائی کرنا، احسان جتلانا، علامہ قرطبیؒ علیہ الرحمہ نے اس پر یہ اشعار نقل کیے ہیں۔

افسدت بالمن مااسدیت من حسن

لیس الکریم اذا اسدی بمنان-

تو نے احسان جتلانے کے ساتھ اس نیکی کو ضائع کردیا جس کا تو نے احسان کیا تھا اور کریم یعنی سخی آدمی جب احسان کرتا ہے تو وہ احسان کو نہیں جتلاتا ہے۔

اور ابو بکر وراق نے کہا۔

احسن من کل حسن فی کل وقت و زمن

صنیعة مربوبة خالیة من المنن-26

ہر اچھائی اور نیکی سے بڑھ کر اچھائی ہر وقت اور ہر زمانے میں ہو۔

وہ احسان ہے جو بڑھایا جائے اس حال میں کہ وہ احسان جتلانے سے خالی ہو۔

اور ابو العباس الجمالی نے کہا۔

لیس فی کل ساعة واوان تتهیا صنائع الاحسان

واذا امکنت فبادر الیها حذرا من تعذر الامکان-27

ہر ساعت اور ہر وقت میں احسان کرنے والا اس کے لیے تیار نہیں ہوتا،

اور جب امکان ہو تو پھر اس کی طرف جلدی کر اس خوف سے کہ کہیں یہ امکان ضائع نہ ہو جائے،

عدل اور احسان میں فرق:

احسان کا درجہ عدل سے بڑھ کر ہے کیونکہ عدل یہ ہے کہ وہ کسی کو اتنا دے جتنا دینا اس پر واجب ہے اور اس سے اتنا لے جتنا لینا اس کا حق ہے اور احسان یہ ہے کہ جتنا اس پر واجب تھا اس سے زیادہ دے اور جتنا اس کا حق تھا اس سے کم لے اسی طرح عدل یہ ہے کہ کسی نے اس کو جتنی ایذاء پہنچائی تھی وہ اس کو اتنی ہی ایذاء پہنچائے اور احسان یہ ہے کہ وہ اس کی زیادتی کو معاف کر دے اور اس کے ساتھ نیکی کرے۔ جیسے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وجزاء سیئةٍ سیئة مثلها فمن عفا وأصلح فأجره علی الله28

برائی کا بدلہ برائی ہے پھر جس نے معاف کر دیا اور نیکی کی تو اس کا اجر اللہ کی ذات کے ذمہ کرم پر ہے۔

اور حدیث مبارکہ میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا! عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه قال:قال عمربن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه: لیس الوصل ان تصل من وصلک-ذلک القصاص،ولکن الوصل من قطعک-29

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کہ وصل یہ نہیں کہ جس نے تم سے تعلق توڑا تم بھی اس سے تعلق توڑو! یہ تو بدلہ ہے لیکن وصل یہ ہے جو آپ سے تعلق منقطع کرے اس سے تعلق جوڑو، اور دوسری روایت میں ہے کہ تو اس کو معاف کر۔

عن علی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه صل من قطعک واحسن الی اساءالیک وقل الحق ولو علیٰ نفسک-30

حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو تم سے تعلق توڑے اس سے تعلق جوڑو اور جو تم سے برا سلوک کرے اس سے اچھا سلوک کرو اور حق بات کہو اگرچہ وہ تمہارے خلاف ہو۔

اسی طرح کسی کی نیکی کے بدلہ میں اتنی ہی نیکی کرنا عدل ہے اور اس سے زائد کرنا یہ احسان ہے اور کسی کے شر کے بدلہ میں اتنا ہی شر کرنا عدل ہے اور اس سے کم شر کرنا یہ احسان ہے۔ جیسے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وإن عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خیر للصابرین 31

اگر تم ان کو سزا دو تو اتنی ہی تکلیف دو جتنی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہت اچھا ہے۔

عدل واحسان کی تاویل:

علماء نے عدل واحسان کی تاویل میں اختلاف کیا ہے سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کی عدل سے مراد لا الہ الا اللہ کہنا اور احسان سے مراد فرائض کو ادا کرنا ہے، سفیان بن عیینہ نے کہا ہے کہ یہاں عدل سے مراد ظاہر اور باطن کو برابر کرنا ہے اور احسان یہ ہے کہ تنہائی مجلس سے افضل ہو، حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عدل سے مراد انصاف کرنا اور احسان سے مراد تفضل اور مہربانی کرنا ہے، ابن عطیہ نے کہا ہے کہ عدل سے مراد ہر وہ شے جو عقائد میں فرض ہے اور امانتیں ادا کرنے میں وہ دین اور شریعت ہے اور ظلم کو ترک کرنا اور انصاف کرنا، اور حق ادا کرنا ہے اور احسان سے مراد ہر وہ کام کرنا ہے جو اس کے لیے مندوب اور مستحب ہو اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو فرض ہیں مگر اس سے بدلہ دینے کی حد عدل میں داخل ہے اور بدلے سے زائد کے ساتھ تکمیل کرنا احسان میں داخل ہے۔32

امام رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: العدل هوالتوحیدوالاحسان الاخلاص فيه- وقال آخرون يعني بالعدل فی الافعال والاحسان فی الاقوال،فلا تفعل الا ماهوعدل ولا تقل الاماهواحسان، العدل خلع الانداد والاحسان ان تعبدالله كانك تراه،كانه بالمبالغة فی الطاعة يحسن الى نفسه ويوصل الخير والفعل الحسن الى نفسه،الحاصل ان العدل عبارة عن القدرالواجب من الخيرات،الاحسان عن عبارة عن الزيادة فی تلک الطاعات بحسب الكمية وبحسب الكيفية، وبحسب الدواعی والصوارف،وبحسب الاستغراق فی شهود مقامات العبودية والربوبية، فهذاهوالاحسان-33

علامہ ابن العربی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ بندے اور اس کے رب کے درمیان عدل یہ کہ بندے کا اللہ تعالیٰ کے حق کو اپنے نفس کے حصے پر ترجیح دینا ہے اور اس کی رضا کو اپنی خواہش پر مقدم کرنا ہے اور نواہی سے اجتناب کرنا اور اوامر کی مکمل پیروی کرنا ہے اور رہا عدل بندے اور اس کے نفس کے درمیان تو یہ اسے ہر اس شے سے روکنا ہے جس میں اس کی ہلاکت ہو اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ونهی النفس عن الهوى(النازعات 40)اور اتباع سے خواہش اور لالچ کو دور رکھنا ہے اور ہر حال میں قناعت کو لازم پکڑنا ہے۔اور عدل جو اس کے اور مخلوق کے درمیان ہے تو وہ انہیں نصیحت کرنا، خیانت کو ترک کرنا ہے چیز کم ہو یا زیادہ اور اپنی طرف سے ان کے ساتھ ہر اعتبار سے انصاف کرنا ہے اور تیری طرف سے کسی کی برائی نہ ہو نہ قولا، نہ فعلا، نہ سرا، نہ اعلانیہ اور ان کی طرف سے جو مصیبت اور تکلیف پہنچے اس پر صبر کرنا اور اس میں کم سے کم انصاف کرنا ہے اور اذیت دینے کو چھوڑ دینا ہے۔34

علامہ قرطبی علیہ الرحمہ احسان کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ احسان مصدر ہے احسن يحسن احسانا اور اسے دو معنوں میں بولا جاتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ بذات خود متعدی ہے، جیسے تیرا قول احسنات كذا یعنی میں نے اسے اچھا کیا اور اسے مکمل کیا اور یہ ہمزہ کے ساتھ حسن الشئ سے منقول ہے اور دوسرا معنی یہ ہے کہ یہ حرف جر کے ساتھ متعدی ہوتا ہے، جیسے تیرا یہ قول احسنت الی فلان یعنی میں نے اس تک وہ شئے پہنچائی جس کے ساتھ وہ نفع حاصل کر سکتا ہے۔ یہ لفظ اس آیت میں ان دونوں معنوں کے ساتھ اکٹھا مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے بعض کا بعض کے ساتھ احسان کرنا پسند فرماتا ہے یہاں تک کہ پرندہ تیرے پنجرے میں

ہواور بلی تیرے گھر میں ہو تو تیرے احسان کے بارے میں یہ مناسب نہیں کہ تو اس کی دیکھ بھال اور حفاظت میں کوتاہی کرے اور اللہ تعالیٰ تو ان کے احسان سے غنی اور بے نیاز ہے اور اس کی طرف سے احسان، نعمتیں، فضل و مہربانی اور عنایتیں اور بخششیں ہیں، اور حدیث جبرائیل میں اسی جانب اشارہ ہے۔

وهوجزءمن حديث عمر بن الخطاب رضى الله تعالىٰ عنه فى سوال جبرئيل عليه السلام عن الاسلام والايمان والاحسان:قال ماالاحسان؟فقال:ان تعبدالله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك،35

اس نے کہا احسان کیا ہے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اللہ کو دیکھ رہا ہے پس اگر تو اس کو نہیں دیکھتا تو (اس طرح عبادت کر کہ) وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔

پس اصحاب معرفت و اصحاب دل کی اس مراقبہ میں دو حالتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ مشاہدہ حق اس پر غالب ہوتا ہے تو گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے اس حدیث میں احسان سے مراد اخلاص ہے اس کا معنی یہ ہے کہ جس نے اخلاص نیت کے بغیر زبان سے کلمہ پڑھا نہ وہ مرتبہ احسان پر پہنچا اور نہ اس کا ایمان صحیح ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کی جائے اور اس عبادت کے تمام فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات کی رعایت کی جائے اور عبادت شروع کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کو ذہن میں حاضر کیا جائے اور آپ ﷺ نے جو فرمایا ہے اس ارشاد سے یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کو ذہن میں حاضر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کی ذات کا مشاہدہ اس قدر غالب ہو کہ گویا کہ وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ ولست المشاهد رؤية الصانع بالبصروهوظاهربل المرادبها حالة تحصل عند الرسوخ فى كمال الاعراض عماسوى الله وتمام توجهه الى حضرته بحيث لايكون فى لسانه وقلبه وهمه غيرالله وسميت هذاالحالة المشاهدة لمشاهدة البصيره اياه تعالى كمااشاراليهابعض العارفين-

خيالك فى عينى وذكرك فى فمى

وحبك فى قلبى فاين تغيب،36

صانع کا آنکھ کے ساتھ مشاہدہ نہیں کیا جاتا اور یہ بات ظاہر ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب انسان ہر شئ سے منہ موڑ کر محض اللہ تعالیٰ کی ذات حق میں گم ہو جائے بایں طور کی اس کی زبان، دل اور اس کے خیال میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور نہ ہو اور اسی حالت کو مشاہدہ کہتے ہیں جیسا کہ بعض عارفین نے اپنے اس قول میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ تیرا خیال میری نظروں میں اور تیرا ذکر میری زبان پر رہتا ہے اور تیری محبت میرے دل میں ہے، پس تو غیب کہاں ہے؟ اور نبی کریم ﷺ نے اپنے اس ارشاد میں اسی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

عن انس رضى الله تعالىٰ عنه قال!قال رسول الله ﷺحبب الى النساءوالطيب وجعلت قرة عينى فى الصلوة،37

اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز بنا دی گئی ہے۔ اس حدیث کو وارد کرنے کا مقصود یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ احسان کے اس مرتبے پر فائز ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا مطالعہ اور مشاہدہ کرتے رہتے ہیں، اسی وجہ سے فرمایا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں

بنادی گئی ہے کیونکہ آپ نماز اس طرح پڑھتے ہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں اور تجلیات کا مشاہدہ کرنے کی وجہ سے آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔

اور اس حدیث کا دوسرا معنی ہو گا نماز میں تسبحات کی جو مقدار مقرر ہے اس مقدار کے قلیل کے قول پر عمل کرنا عدل ہے اور کثرت تسبحات کے قول پر عمل کرنا احسان ہے

اور دوسرا امر تبہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ بندے کے احوال پر مطلع ہے اور اس کا مشاہدہ کرتا ہے اور بندہ اس مقام تک نہیں پہنچ پاتا، لیکن اس پر یہ تصور غالب رہتا ہے اور اسی جانب اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اس فرمان میں اشارہ ہے۔

الذي يراك حين تقوم٭ وتقلبك في الساجدين٭38

جب آپ قیام میں ہوتے ہیں تو وہ آپ کو دیکھتا ہے اور سجدہ کرنے والوں میں وہ آپ کے پلٹنے کو دیکھتا ہے۔

ابن العربی لکھتے ہیں کہ عدل کی دو حیثیتیں ہیں ایک حیثیت بندہ اور اس کے رب کے درمیان ہے اور ایک حیثیت بندہ اور لوگوں کے درمیان ہے، جو حیثیت بندہ اور اس کے رب کے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے حق کو اپنے حق پر ترجیح دے اور اس کی رضا کو اپنی خواہش پر مقدم رکھے اور ہر حال میں قناعت کو لازم رکھے اور عدل کی جو حیثیت بندہ اور لوگوں کے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو نصیحت کرے خیانت بالکل نہ کرے اور ہر طریقے کے ساتھ لوگوں کے درمیان انصاف کرے اور کسی شخص کے ساتھ قول اور عمل میں برائی کرے نہ ظاہر و باطن میں اور اس پر جو مصائب نازل ہوں ان پر صبر کرے اور اسی طرح احسان کی بھی دو حیثیتیں ہیں۔ایک خالق کے ساتھ احسان کرنا اور اس کا معنی ہے کہ خالق کی تعظیم اور دوسری مخلوق کے ساتھ احسان کرنا اور اس کا معنی ہے کہ مخلوق پر شفقت کرنا ہے اور اس پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے۔

عن شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنه قال ثنتان حفظتهما عن رسول لله ﷺ قال ان الله كتب الاحسان علیٰ كل شیء فاذاقتلتم فاحسنواالقتلة واذاذبحتم فاحسنواالذبح وليحد احدكم شفرقه فليرح ذبيحته،39

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دو باتیں رسول اللہ ﷺ سے یاد رکھی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ احسان کرنا (حسن سلوک کرنا، نیکی کرنا) فرض کر دیا ہے پس جب تم قتل کرو تو اچھی طرح سے قتل کرو اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح سے ذبح کرو اور تم میں سے کسی ایک کو چاہیے کہ وہ چھری تیز کرے اور ذبیحہ کو راحت پہنچائے۔

عدم احسان پر عامل کو معزول کرنے کا جواز:

روی عن جماعة رفعت عاملها الی ابی جعفر المنصورالعباسی فحاجهاالعامل وغلبها بانهم لم يثبتواعليه كبيرظلم ولا جوره فی شئ فقام فتی من القوم فقال ياامیرالمومنين ان الله يامر بالعدل والاحسان وانه عدل ولم يحسن قال فعجب ابوجعفر من اصابته وعزل العامل،40

علامہ قرطبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ابو جعفر منصور عباسی کے پاس ایک جماعت نے اپنے ایک عامل کی شکایت کی تو عامل نے اس جماعت کے ساتھ مباحثہ کیا اور وہ ان پر غالب آگیا، اس طرح وہ اس پر کوئی بڑا ظلم ثابت نہ کر سکے اور نہ کسی شے میں اس کی زیادتی ثابت

کرسکے تو اتنے میں قوم سے ایک نوجوان کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے امیر المومنین ! بے شک اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کو حکم دیتا ہے اور بلا شبہ اس نے عدل کیا اور احسان نہیں کیا، راوی نے کہا کہ پس خلیفہ ابو منصور عباسی اس کی اصابت رائے سے بہت متعجب ہوئے اور اس عامل کو معزول کر دیا۔

اس آیت مبارکہ میں تیسرا حکم: وإيتاءذي القربى :قال اعطاء ذوى الرحم الحق الذى واجبه الله عليک بسبب الربة و الرحم، 41 مراد قرابت دار اور رشتہ دار ہیں ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرما تا ہے۔ وآت ذا القربى حقه، 42 اور وہ آدمی انہیں مال دیتا ہے اور رشتہ دار کو اس کا حق ادا کرو۔

عن ابى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسو ل الله ﷺان الله خلق الخلق حتٰى اذافرغ منهم قامت الرحم فقالت هذامقام العائذ من القطيعة قال نعم اماترضين ان اصل من وصلک و اقطع من قطعک قالت بلىٰ قال فذاک لک ثم قال رسول الله ﷺاقرءواان شئتم فهل عستم ان توليتم ان تفسدوافى الارض و تقطعواارحامكم اولئک الذين لعنهم الله فاصمهم واعمىٰ ابصارهم افلايتدبرون القرآن ام علىٰ قلوب اقفالها، 43

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا حتیٰ کہ جب وہ ان کو پیدا کرنے سے فارغ ہو گیا تو صلہ (رشتہ وقرابت) نے اس سے عرض کیا یہ اس کا مقام ہے جو رشتہ داری توڑنے سے تیری پناہ چاہے۔ فرمایا ہاں کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہے کہ جو تجھ سے تعلق توڑے میں اس سے تعلق توڑوں اور جو تجھ سے تعلق جوڑے میں اس سے تعلق جوڑوں۔ عرض کیا اے میرے رب کیوں نہیں ! فرمایا تجھ کو یہ مقام عطا کیا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ سو کیا تم اس کے قریب ہو کہ اگر تم حکمران ہوگے تو زمین میں فساد پھیلاؤگے اور رشتوں کو قطع کروگے یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی تو ان کو بہرا بنادیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا تو کیا یہ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں۔

عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنهاقالت قال رسول الله ﷺالرحم معلقة بالعرش تقول من وصلنى وصله الله و من قطعنى قطعه الله، 44

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رحم عرش کے ساتھ لٹکا ہوا ہے اور یہ کہہ رہا ہے جس نے مجھ سے تعلق جوڑا اللہ اس کے ساتھ تعلق جوڑے گا اور جس نے مجھ سے تعلق توڑا اللہ تعالیٰ اس سے تعلق منقطع کرے گا۔

عن ابى هريرة رضى الله رتعالىٰ عنه قال سمعت رسول الله ﷺ يقول من سره ان يبسط له فى رزقه وان ينسئاله فى اثره فليصل رحمه، 45

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص کو اس سے خوشی ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی کی جائے اور اس کی عمر دراز کی جائے اس کو چاہیے کہ رشتہ داروں کے ساتھ ملاپ رکھے۔

عن ابى ايوب رضى الله تعالىٰ عنه قال جاء رجل الى النبى ﷺ فقال دلنى علىٰ عمل اعمله يد نينى من الجنة ويباعدنى من النارقال تعبد الله ولاتشرک به شيئا و تقيم الصلوٰة وتؤتى الزكوٰة و تصل ذارحمک فلماادبرقال رسول الله ﷺ ان تمسک بما

امر به دخل الجنة -46
حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ! مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت سے قریب کر دے اور جہنم سے دور کر دے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ جب وہ شخص چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ فرمایا اگر اس شخص نے ان باتوں پر عمل کیا تو جنت میں جائے گا۔
اس آیت کے دوسرے حصے میں تین ہی چیزوں سے منع فرمایا ہے اور وہ یہ ہیں۔
وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغى
الفحشاء:قال الزنا، ولمنكر: قال الشرک،والبغى:قال الكبروالظلم،47
الفحشاء اى:عن الزنا ويقال جميع المعاصى والمنكريعنى مالايعرف فى شريعة ولافى سنة، والبغى يعنى الاستطالة والكبرة: فقدامربثلاثة اشياء و نهى عن ثلاثة اشياءوجمع فى هذه الاشياءالسنة علم الاولين والاخرين وجميع الخصال المحمودة،48
یعنی الفحشاء سے مراد زنا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد جمیع معاصی اور منکر ہیں یعنی ہر وہ عمل جو شریعت اور سنت میں متعارف نہ ہو پس تحقیق اس میں تین باتوں کا حکم ہے اور تین باتوں سے منع کیا گیا ہے
الفحش کا معنی کرتے ہوئے علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں: وهو كل قبيح من قول وفعل!ابن العباس الزنى ہر وہ بات اور ہر وہ عمل جو قبیح ہو اسے فحشاء کہتے ہیں، اور ابن عباس نے زنا مراد لیا ہے یعنی قوت شہوانیہ کی پیروی کرنے میں افراط کرنا فحشاء کہلاتا ہے۔ جیسے لواطت اور زنا، جیسا کہ قرآن حکیم میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
ولا تقربوا الزنا إنه كان فاحشةً وساء سبيلًا49
اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ کیونکہ وہ بے حیائی کا کام ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے۔
اس آیت میں زنا کو فاحشہ یعنی بے حیائی کا کام فرمایا ہے اور اسی طرح قوم لوط کی اغلام بازی کو فاحشہ فرمایا ہے۔
ولوطًا إذ قال لقومه أتأتون الفاحشة ما سبقكم بها من أحدٍ من العالمين50
اور لوط کو بھیجا اس نے جب اپنی قوم سے کہا کیا تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے جہاں والوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔ اور اسی طرح سورۃ الاعراف میں ایک اور مقام پر فرمایا: قل إنما حرم ربي الفواحش ما ظهر منها وما بطن والإثم والبغي بغير الحق51
آپ کہئے میرے رب نے تو صرف بے حیائی کے کاموں کو حرام فرمایا خواہ وہ کھلی بے حیائی ہو یا چھپی ہوئی اور گناہ کو۔ زنا و لواطت کی وضاحت سے معلوم ہوا کہ اس کا مفہوم کتنا وسیع ہے کہ ہر وہ چیز جس سے افراد یا قوم کے اخلاق بگڑنے کا اندیشہ ہو وہ الفحشاء کی تعریف میں داخل ہے۔
الشيطان يعدكم الفقر ويأمركم بالفحشاء والله يعدكم مغفرةً منه وفضلًا والله واسع عليم52
شیطان تم کو تنگدستی سے ڈراتا ہے اور تم کو بے حیائی (یعنی بخل) کا حکم دیتا ہے اور اللہ تم سے اپنی مغفرت اور فضل کا وعدہ فرما رہا ہے اور اللہ

بہت وسعت والااور بہت جاننے والا ہے۔

علامہ قرطبیؒ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: المنکر سے مراد ہے ماانکرہ الشرع بالنھی عنہ،وھو یعم جمیع المعاصی والرذائل والدناءات علی اختلاف انواعھاوقیل ھوالشرک-

یعنی جس چیز کو شریعت نے ناپسند کیاہو اوراسے کرنے سے روکا بھی ہو۔اور یہ تمام گناہوں اور بری خصلتوں کو شامل ہےاور کہا گیاہے کہ وہ شرک ہے۔ یعنی اشتعال کی حالت میں جو بھی کام کیا جائے اسے منکر کہتے ہیں۔

علامہ قرطبیؒ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: کہ البغی سے مراد ہے وھوالکبر والظلم والحقدوالتعدی وحقیقیۃ تجاوزالحد وھوداخل تحت المنکر،53

کہ وہ کبر وظلم اور حد سے تجاوز کرنااس میں وہ تمام کام آجاتے ہیں جن میں حد سے تجاوز کرنا ہوتا ہے اور یہ منکر کے تحت داخل ہوتے ہیں۔

شیخ ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین بھلائیوں کے مقابلے میں تین برائیوں سے روکتا ہے جو انفرادی حیثیت سے افراد کو اور اجتماعی حیثیت سے پورے معاشرے کو خراب کرنے والی ہیں۔پہلی چیز فحشآء ہے جس کا اطلاق تمام بیہودہ اور شرمناک افعال پر ہوتا ہے۔ہر وہ برائی جواپنی ذات میں نہایت قبیح ہو،فحش ہے مثلاً بخل،زنا،برہنگی و عریانی،عمل قوم لوط،محرمات سے نکاح،چوری،شراب نوشی،بھیک مانگنا،گالیاں بکنا،بدکلامی کرنا، علی الاعلان برے کام کرنااور برائیوں کو پھیلانا، جھوٹا پروپیگنڈا کرنا، تہمت لگانا،پوشیدہ جرائم کی تشہیر کرنا،بدکاریوں پر ابھارنے والے افسانے،ڈرامے اور فلمیں،عریاں تصاویر، علی الاعلان مردوں اور عورتوں کا اختلاط،اسٹیج پر عورتوں کا ناچنا گانا تھرکنااور نازوادا کی نمائش کرنا،دوسری چیز منکر ہے جس سے مراد ہر وہ برائی ہے جسے انسان بالعموم برا جانتے ہیں،ہمیشہ سے برا کہتے رہے ہیں اور تمام شرائع الٰہیہ نے جس سے منع کیاہے تیسری چیز بغی ہے جس کہ معنی ہیں اپنی حد سے تجاوز کرنااور دوسرے کے حقوق پر دست درازی کرنا،خواہ وہ حقوق خالق کے ہوں یا مخلوق کے۔54

علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: ہر وہ فعل جس کے متعلق عقول صحیحہ یہ حکم لگاہیں کہ وہ کام قبیح ہے یا جس کے قبیح ہونے کے متعلق عقول توقف کریں اور شریعت میں وہ کام مذموم ہو سووہ کام منکر ہے۔اللہ تعالیٰ نے منکر اور بغاوت سے منع کیاہے،ان الفاظ کا بہت وسیع مفہوم ہےاور یہ الفاظ تمام خراب اور برے کاموں کو شامل ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:اعتداء(حد سے تجاوز کرنا) بخل،بہتان،غصب،فساد کرنا، ظلم وزیادتی بغض وحسد،جبر و تشدد، غیبت وسحر،جوا، چوری،چغلی ،بغض ،قمار بازی، ریاکاری، جھوٹ،مذاق میں نام بگاڑنا،وعدہ خلافی،خیانت، اترانا، دھوکہ وفریب، بد گمانی،دوسروں کے عیب تلاش کرنا، جھوٹی گوائی دینا،یتیم کامال ناحق کھانا،پاک دامن پر زنا کی تہمت لگانا،عورتوں کا اجنبی مردوں کو دیکھنا،مردوں کا اجنبی عورتوں کو دیکھنا،اسراف کرنا،ملاوٹ کرنا، کسی کو رسوا کرنا،ذخیرہ اندوزی کرنا میدان جنگ میں دشمن کے مقابلے میں پیٹھ دکھانا،نشہ آور اشیاء کھانا،ناحق قتل کرنا،ریاکاری کرنا،ڈاکاڈالناوغیرہ،55

المنکر کے متعلق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کاارشاد ہے"الآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر56

نیکی کا حکم دینے والے ہیں اور برے کاموں سے منع کرنے والے ہیں

إنما بغيكم على أنفسكم57

تمہاری سرکشی کا وبال تم پر ہے۔

ثم بغي عليه لينصرنه الله58

پھر (مزید) زیادتی کی گئی تو اس پر اللہ تعالیٰ اس کی ضرور مدد کرے گا۔

قل إنما حرم ربي الفواحش ما ظهر منها وما بطن والإثم والبغي بغير الحق59

آپ کہئے میرے رب نے تو صرف بے حیائی کے کاموں کو حرام فرمایا خواہ وہ کھلی بے حیائی ہو یا چھپی ہوئی اور گناہ کو اور ناحق سرکشی کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام قسم کے بے حیائی کے کاموں کو حرام قرار دیا ہے خواہ وہ علانیہ کیے جائیں یا چھپ کر کیے جائیں ان کو تعلق انسان کی قوت شہوانیہ سے ہو یا قوت غضبیہ سے ہو یا قوت وہمیہ سے ان سب کا حکم بیان کر دیا گیا ہے۔

اور تیسرے حصے میں فرمایا: يعظكم لعلكم تذكرون

وہ تم کو نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم نصیحت کرو۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسی سورت میں ارشاد فرماتا ہے۔ ادع الى سبيل ربک بالحكمة والموعظة الحسنة "اپنے رب کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔ یہ آیت مبارکہ موعظۃ حسنہ کی سب سے اعلیٰ وارفع کنجی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو قرآن میں یہ حکم دیا کہ اے محبوب آپ لوگوں کو اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دیجئے۔ نبی ﷺ کا یہی طریقہ دعوت، حکمت، اور موعظہ حسنہ ہے۔

خلاصہ کلام:

قرآن کریم کی جامع آیات میں سے یہ ایک جامع ترین آیت ہے گویا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں تمام کا تمام تقویٰ اور پرہیزگاری سمو کر رکھ دیا ہے اس آیت مبارکہ میں تین اعمال کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے جن پر پورے انسانی معاشرے کی اصلاح کا انحصار ہے اور یہ تینوں احکام ایسے جو ان تمام اوامر کو شامل ہیں جن کو قرآن حکیم نے کرنے کا حکم دیا ہے اور تین ہی اعمال سے روکا گیا ہے جو انفرادی حیثیت میں افراد کو اور اجتماعی حیثیت میں پورے معاشرے کو خراب کرنے والے ہیں اور یہ تینوں نواہی ان سب نواہی کو شامل ہیں جو قرآن حکیم نے بیان کی ہیں یہی وجہ ہے کہ صاحب روح البیان اس آیت کی فصاحت و بلاغت اور اعجاز کو کچھ اس طرح تحریر کرتے ہیں۔

اجمع آية فی القرآن للخيروالشر ولذايقراءهاكل خطيب على المنبرفی آخر كل خطبة لتكون عظة جامعة لكل مآمورو منهی كمافی المدارک،60

اس آیت مبارکہ کو ہر خطیب اپنے خطبات عیدین، خطبہ جمعہ اور خطبہ نکاح میں تلاوت کرتا ہے تاکہ اس کا وعظ و نصیحت تمام کے تمام اوامر ونواہی کو شامل ہو جائے۔ اور ہر خاص و عام پر اپنی حجت بھی تمام کر لیتا ہے۔ گویا اس نے اپنا فریضہ تبلیغ احسن واتم طریقے سے پورا کر لیا ہے۔ اس کی فصاحت و بلاغت اور جامعیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اس ایک آیت مبارکہ میں اللہ

سبحانہ وتعالیٰ نے حسن معاشرت کے نکھار کی ساری خوبیوں کو اور حسن معاشرت کے حسن کو زائل کرنے والی تمام برائیوں کو ایک ساتھ بیان کر دیا اور یہی کمال فصاحت و بلاغت ہے۔

Reference

1. An-Nahl16/90
2. Bayhaqi, Imam Ahmad bin Hussian, Abu Bakar, Shoaib ul-Iman, Beirut,Riyaz,Maktabatur-Rasheed, 2003,vol:1,pag:288
3. Qurtabi,Imam Muhammad bin Ahmad bin Abu Bakar,Abu Abdullah, al jame le ahkam il quran Beirut mussasa tur resalah,2006,vol:1,pag:411
4. Suyut,Imam Jalaluddin aldurr ul mansoor Beirut, Darahiya Al-Tarath Al-Arabi vol:5,pag:141
5. Johari, Allama Ismail bin Hammad, Al-Mujam us-Sahiha, Beirut,Darul- Marfah,1429,pag:680
6. Beizawi,Qazi Abdullah bin Umar,Abul-Khair,Tafsir e Beizawi,Beirut, Maktaba al-Darul-Rasheed, 2000,vol:1,pag:884
7. Isfahani Allama Hussain Bin Muhammad Ragib, Al-Mufradat Fi GharibilQuran, Maktab Nazar e Mustafa Al Baz,vol:2,pag:422-423
8. Al-Araaf, 7/29
9. Al-An'aam, 6/152
10. Al-Hadeed, 57/25
11. Imam,Muslim bin Hajjaj, Abu Al-Hussian, Sahih Muslim, Riyaz, Maktab Nazar e Mustafa Al Baz 1996,vol:7,pag:4634
12. Tirmizi,Imam Muhammad Bin Essa, Abu essa Tirmizi,Pakistan, qadimi kotub khana, Karachi,vol:2, pag:134
13. Ansari,Hazrat Hassan bin sabit,Diwan Hassan bin sabit,Beirut,Dar ul-Kotub ul-Alamiya,1994,pag: 164
14. Qurtabi,Imam Muhammad bin Ahmad bin Abu Bakar, Abu Abdullah, al jame le ahkam il quran Beirut mussasa tur resalah,2006,vol:7,pag:114
15. Imam,Muslim bin Hajjaj,Abu Al-Hussian,Sahih Muslim,Riyaz,Maktab Nazar e Mustafa Al Baz 1996,vol:7,pag:4712
16. Isfahani,Allama Hussain Bin Muhammad Ragib, Al-Mufradat Fi Gharibil-Quran, Maktab Nazar e Mustafa Al Baz,vol:1,pag.155/156
17. Al-Araaf, 7/131
18. Az-Zumar, 39/18
19. Sanaani,Imam Abdul Razzaq Bin Hammam,Author Abdul Razzaq, mosanaf e Abdul Razzaq,Alqairha, Dar Al-Taseel,2015,vol:9,pag:150
20. Tirmizi,Imam Muhammad Bin essa,Abu essa,Jame Tirmizi,Pakistan,qadimi kotub khana,Karachi, vol:2,pag:78
21. Al-Rahmaan, 55/60
22. Al-Asraa, 17/7
23. Al-Ghaafir, 40/64
24. As-sajda, 32/7
25. Al-At-teen, 95/4
26. Qurtabi,Imam Muhammad bin Ahmad bin Abu Bakar,Abu Abdullah,al jame le ahkam il quran Beirut mussasa tur resalah 2006,vol:4,pag:330
27. Qurtubi,Imam Muhammad ibn Ahmad ibn Abu Bakr,Abu Abdullah,al jame le ahkam il quran Beirut mussasa tur resalah,2006,vol:5,pag.321/322(b)Bayhaqi,Imam,Ahmad bin Hussian,Abu Bakar,Shoaib ul-Iman,Beirut, Dar Al-Kotub ul-Alamiya, pag:126,vol.6
28. Ash-Shura,42/40
29. Sanaani,Imam Abdul Razzaq Bin Hammam,Author Abdul Razzaq, mosanaf e Abdul

Razzaq,Alqairha, Dar Al-Taseel,2015,vol:8,pag:430
30. Hindi,Allama Ali Muttaqi Bin Hussamuddin, Kinz ul-Amal,Beirut maktaba mussasa tur rasalah, vol:3,pag:395
31. An-Nahl, 16/126
32. Qurtubi,Imam Muhammad ibn Ahmad ibn Abu Bakr, Abu Abdullah, al jame le ahkam il quran Beirut mussasa tur resalah,2006,vol:12,pag:412
33. Razi,Muhammad Bin Zaiaud-Din Umar,Fakhruddin,Tafsir-e-Kabir, Pakistan,Maktab-e-Uloom-e-Islamia,Lahore,vol:7,pag:259/261
34. Ibn ul-Arabi,Muhammad bin Abdullah, Abu Bakar, Ahkam ul-Quran bin ul-Arabi, Beirut, Dar al-Kotub ul-ilamiya,vol:3,pag:153
35. Imam,Muslim bin Hajjaj, Abu Al-Hussein, Sahih Muslim, Riyaz, Maktab Nazar e Mustafa Al Baz,1996, vol:1,pag:440/456
36. Haqi,Allama Ismail Hanfi,Tafsir Ruh ul Bayan,Beirut,Darahiya Altaras Al Arabi,vol:5, pag:87
37. Nisai,Imam Ahmad Bin Shoaib, Abu Abdul Rahman,Sunan e Nisai, Bab Hub Nisa, Pakistan, qadimi kotub khana Karachi,vol:1,pag.93,H:7
38. Ash-Shuaraa, 26/218,219
39. Imam,Muslim bin Hajjaj, Abu Al-Hussein, Sahih Muslim, Riyaz, Maktab Nazar e Mustafa Al Baz,1996, vol:8,pag:5364
40. Qurtubi,Imam Muhammad bin Ahmad bin Abu Bakar, Abu Abdullah,al jame le ahkam il quran,Beirut mussasa tur resalah,2006,vol:12,pag.416
41. Suyuti,Imam Jalaluddin,aldurr ul mansoor,Beirut,Darahiya Al-Tarath Al-Arabi,vol:5, pag:140
42. Al-Israa, 17/26.
43. Imam,Muslim bin Hajjaj,Abu Al-Hussein,Sahih Muslim,Riyaz,Maktab Nazar e Mustafa AlBaz,1996,vol:10,pag:6558(b)Bukhari,Imam Muhammad Bin Ismail, AbuAbdullah, Sahih Bukhari,Pakistan, Maktab Ghousia Karachi,vol:2,pag:885
44. Imam,Muslim bin Hajjaj,Abu Al-Hussein,Sahih Muslim, Riyaz,Maktab Nazar e Mustafa Al Baz 1996, vol:1,pag:475,476
45. Bukhari,Imam Muhammad Bin Ismail,Abu Abdullah,Sahih Bukhari,Pakistan Maktab Ghousia Karachi, vol:2,pag:885
46. Imam, Muslim bin Hajjaj,Abulhussain, Sahih Muslim, Riyaz,Maktab Nazar e Mustafa Al Baz,1996, vol:1,pag:475-476
47. Suyuti,Imam Jalaluddin,Aldurr ul mansoor Beirut,Darahiya al-Tarath al-Arabi,vol:4 pag:140
48. Samarkandi,Allama Abul-kayas,Tafseer-e-Samarkandi,Beirut,Darul-Kotub al-Ulamiya, 1993, vol:2, pag:247
49. Al-Israa, 17/32
50. Al-Araaf, 7/80
51. Al-Araaf, 7/33
52. Al-Baqara, 2/268
53. Qurtabi,Imam Muhammad bin Ahmad bin Abu Bakar,Abu Abdullah,Al jame le ahkam il quran Beirut mussasa tur resalah,vol:12,pag:414
54. Mudoodi,Abu alaalaw,syed Tafheem-ul-Quran,idara tarjuman ul quran Lahore.vol:6, pag:566
55. Saeedi,Allama Ghulam Rasool,Tabian-ul-Quran,Faridbook Stall Urdu Bazaar Lahore, vol:6,pag:559
56. At-Tawba, 9/112
57. Yunus, 10/23
58. Al-Hajj, 22/60
59. Al-Araaf, 7/33
60. Haqi,Allama Ismail Hanafi,Tafsir Ruh ul Bayan,Beirut,Darahiya Al Heritage Al Arabi,vol:5,pag:72